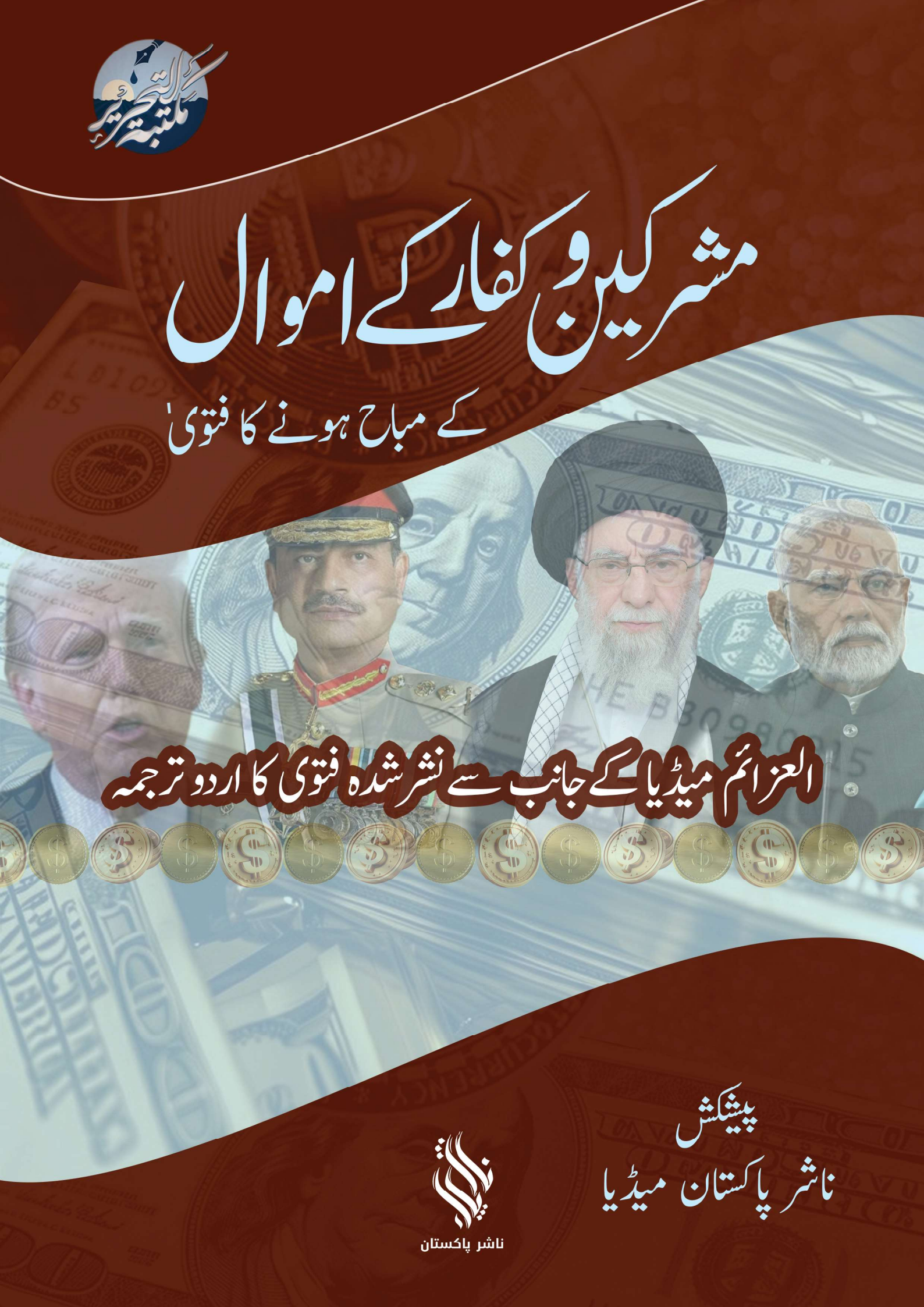

مشرکین و کفار کے اموال

کے مباح ہونے کا فتویٰ

العزائم میڈیا کے جانب سے نشر شدہ فتوی کا اردو ترجمہ

پیشکش

ناشر پاکستان میڈیا

ناشر پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشرکین و کفار کے اموال
کے مباح ہونے کا فتوی

العزائم میڈیا کی جانب سے نشر شدہ فتوی کا اردو ترجمہ

پیشکش

ناشر پاکستان میڈیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مشرکین و کفار کے اموال کے حلال ہونے کا واضح اعلان

الحمد لله الذي جعل الجهاد ذِروة سنام الإسلام وضَرْبَ رؤس الكفار عبادة بالسيوف والسهام وأموالهم طعمة في جميع الأماكن والأيام لمحمد وأمته من يوم البعث إلى قيام القيام والصلاة والسلام على من بعث بالسيوف رحمة للأنام أما بعد:

سائل نے پوچھا ہے:

السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! کفار اور مرتدین کے بینکوں اور دوسرے مالی، اقتصادی وسائل کو ہیک کرنے کے متعلق علمائے اسلام کیا فرماتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر اس کا حکم قرآن وسنت کے دلائل سے واضح کریں. أفتونا مأجورين وجزاكم الله خيرا.

الجواب بعون الله العلي الوهاب فنسأله التوفيق في ذلك والصواب:

محترم بھائی اسلام میں بعض مسائل اور احکام اتنے واضح ہوتے ہیں کہ ان کے لیے دلائل بیان کرنے کی زیادہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی، لیکن یہاں مدلل جواب کا مطالبہ کیا گیا ہے تو آئیں اس کے متعلق جواب اللہ پاک کی توفیق سے شروع کرتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ قاعدہ (اصول) پکا ذہن نشین کر لیں کہ جب اصل اور فرع دونوں میں علت (سبب) مشترک ہو گی تو پھر جو حکم اصل کا ہو گا وہی فرع کو بھی شامل ہو گا۔ اسکی زندہ مثال یہ لے لیں: کہ سارے حربی کفار اور مشرکین کے ساتھ جہاد کا اصلی سبب ان کا اللہ پاک اور اس کے دین کا انکار کرنا ہے، تو پھر اسی وجہ سے ان کا خون بہانا مومنوں کے لیے جائز بلکہ فرض ٹھہرایا گیا ہے۔

جان اور زندگی انسان میں اصل ہے اور مال و متاع اسکی فرع ہے، تو جب کافروں کا خون بہانے کی اجازت واضح ہے، اور اس اجازت کو ہر طرح اور ہر جگہ میں مسلمانوں کے لیے اللہ پاک نے جائز ٹھہرایا

ہے تو ان کے اموال اور وسائل کو حاصل کرنا بھی ہر طریقے اور کیفیت میں جائز ہے، کہ یہ جنگ میں غنیمت کی شکل میں ہو، یا بغیر جنگ کے مال فئ کی صورت میں ہو، یا چوری اور ڈاکے کی صورت میں ہو۔ اس پر پہلی دلیل یہ ہے کہ ان کو قتل کرنا ہر جگہ اور ہر حال میں مسلمانوں کے لیے جائز ہے، اللہ پاک نے سورہ التوبہ آیت نمبر 5 میں کافروں کے قتل عام کی اجازت دی ہے۔ فرمایا:

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَ خُذُوْهُمْ وَ احْصُرُوْهُمْ وَ اقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ(سورۃ:5) ترجمہ: پس جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور انھیں پکڑو اور انھیں گھیر و اور ان کے لیے ہر گھات کی جگہ بیٹھو، پھر اگر وہ توبہ کرلیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ بے شک اللہ پاک بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔

مفسرین کے اقوال:

امام المفسرین علامہ ابن جریر الطبری: اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: فأمر الله نبيه إذا انقضى الأجل أن يقاتلهم في الحل والحرم وعند البيت، حتى يشهدوا أن لا إله إلا الله، وأن محمدا رسول الله. ترجمہ: اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جب تمہارے اور کفار کے درمیان عہد کا وقت پورا ہو جائے (ختم ہو جائے)، تو ان کے ساتھ قتال کرو چاہے وہ حرم میں، یا باہر، یا خاص بیت اللہ کے پاس ہی ہوں، یہاں تک کہ وہ اس بات کہ گواہی دینے لگیں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ (تفسیر الطبری ج 3 ص 567)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وأباح الله عز وجل دماء أهل الكفر من خلقه فقال: (فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم، وحرم دمائهم إن أظهروا الإسلام. (تفسير الشافعي ج 2 ص 637). ترجمہ: اللہ پاک نے اپنی مخلوق میں سے کافر بندوں کا خون مباح قرار دیا ہے، تو فرمایا: کہ جہاں بھی مشرکین کو پاو قتل کرو اور ان کے خون کو بہانا اس وقت حرام ہو گا جب وہ اسلام قبول کرلیں

گے۔

علامہ سمرقندی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: (واقتلوهم حيث ثقفتموهم) أي حيث وجدتموهم في الحل والحرم، والشهر الحرام(تفسير السمرقندي، ج1 ص128) ترجمہ: کہ جہاں بھی پاو(انہیں قتل کرو)چاہے عام جگہ ہو یا حرم میں، اور یا حرمت والے مہینے میں۔

اور یہی مقصد اس آیت کا علامہ بن ابی زمنین رحمہ اللہ نے بھی ذکر کیا ہے:يعني، على كل طريق تأمرون بقتالهم في الحل والحرم وعند البيت. (تفسير القرآن العزيز ج2 ص194) ترجمہ: یعنی ہر طریقے کے ساتھ تم کو ان کے ساتھ قتال کا حکم دیا گیا ہے چاہے عام جگہ ہو یا حرم میں یا بیت اللہ کے پاس ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح کا معنی ابن الجوزی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے موصوف فرماتے ہیں: فأمر بقتالهم في الحل والحرم وعلى كل حال. ترجمہ: پس حکم دیا گیا ہے ان جنگ کا عام جگہ ہو یا حرم میں یا کسی بھی حالت میں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کو قتل کرنا جس طرح ہر جگہ پر جائز ہے اسی طرح ہر حربے سے بھی جائز ہے، جس طرح امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:واعلم أن مطلق قوله: "فاقتلوا المشركين" يقتضي جواز قتلهم بأي وجه كان. (تفسير القرطبي، ج8 ص73) ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالی کا قول کہ مشرکین کو قتل کرو، مطلق ان کے قتل کو جائز ثابت کرتا ہے کہ ہر طریقے سے ہو۔

ان اقوال کا مقصد:

مفسرین کے ان اقوال سے غرض اس چیز کو ثابت کرنا ہے کہ اللہ پاک نے اپنے مومن بندوں کو حربی کافروں اور مشرکین کا خون بہانا اور ان کو ہر جگہ میں قتل کرنا ہر حربے سے جائز قرار دیا ہے اور یہ بات تمام اہل عقل کے نزدیک اتفاقی ہے، کہ انسان کی زندگی اور خون اس کے مال و متاع سے بہت زیادہ قیمتی اور اہم شے ہے، تو جب خون بہانا اصل اور مال تابع اور فرع ہے اور جو خون بہانے میں اجازت کی علت ہے، وہ اللہ اور اس کے دین اسلام سے انکار کرنا ہے، تو یہی علت فرع کو بھی شامل ہے تو یہ ان کے

مالوں کے حلال ہونے کی اجازت ہے، تو ان کے خون بہانے کی طرح ان کا مال بھی ہر جگہ اور ہر طریقے سے مسلمانوں کے لیئے جائز ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لأنا إنما نحكم للفرع بحكم الأصل إذا شاركه في علة الحكم. (إعلام الموقعين، ج2 ص44) ترجمہ: بیشک جب حکم کا سبب دونوں میں مشترک ہو ہم فرع پہ اصل کا حکم لگاتے ہیں۔

اب آتے ہیں آپ کے پوچھے گئے مرکزی جواب کی طرف، کہ حربی کافروں اور مرتدین کے بینکوں اور یا موبائلوں میں جو اکاؤنٹس ہیں جن میں ان کے اموال اور پیسے ہیں تو ان کو غنیمت اور فئ کے وصف کے بغیر ان اموال کو حاصل کرنا اس طریقے سے کہ ان کو ہیک کیا جائے یا ان کو ڈز کے اندر داخل ہو کر ان سے اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کر دے تو اسکا جواز کن دلائل کی بناء پر ہے؟

اس کے دلائل یہ ہیں:

اول قسم دلائل اللہ پاک کی کتاب ہے:

اور وہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے حربی کفار کے اموال مباح قرار دیئے ہیں اور کوئی ماں کا لال پیدا نہیں ہوا کہ حربی کافروں کے مالوں کی حرمت پر دلیل پیش کر سکے اور جو ناکارہ مولوی ہیں یا درباری بلاعمہ [بلعام کی جمع] ہیں تو وہ اپنی مذموم کوشش کرتے ہیں اور یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کافروں کے مال محفوظ ہو جاہیں تو یہ جس طرح ان کے قتل ہونے پر خفا ہوتے ہیں اسی طرح سے ہی ان کے مالوں کو لوٹنے اور غنیمت بنانے میں بھی ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ فعليهم من الله ما يستحقون۔

اب یہاں وہ دلائل بیان کرتے ہیں کہ جس سے کافروں کے اموال ان کے خون بہانے کی طرح جائز قرار دیے گے ہیں۔

پہلی دلیل: اللہ تعالی فرماتے ہیں: فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (انفال: 69) ترجمہ: سو اس میں سے کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی، اس حال میں کہ حلال، طیب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ پاک بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔

دوسری دلیل: اللہ پاک فرماتے ہیں: وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ(انفال: 41) ترجمہ: اور جان لو کہ بے شک تم جو کچھ بھی غنیمت حاصل کرو تو بے شک اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے ہے، اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلے کے دن نازل کی، جس دن دو جماعتیں مقابل ہوئیں اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

تیسری دلیل: اللہ پاک فرماتے ہیں: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ(الحشر: 7) ترجمہ: جو کچھ بھی اللہ نے ان بستیوں والوں سے اپنے رسول پر لوٹایا تو وہ اللہ کے لیے اور رسول کے لیے اور قرابت دار اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے لیے ہے، تاکہ وہ تم میں سے مال داروں کے درمیان ہی گردش کرنے والا نہ ہو۔

یہ آیت بھی مسلمانوں کے لیے کافروں کے مالوں کے حلال اور جائز ہونے کی دلیل ہے۔

چوتھی دلیل: اللہ پاک فرماتے ہیں: وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرًا(احزاب: 27) ترجمہ: اور تمھیں ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا تھا اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

یہاں بھی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے مسلمان بندوں پر کفار کے اموال عمومی طور پر حلال ٹھہرائے ہیں۔

تفسیر الوسیط میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وقال عكرمة: هي كل أرض يظهر عليها المسلمون إلى يوم القيامة. ترجمہ: اور یہ وہ ساری زمین ہے جس پر مسلمان قیامت تک غلبہ حاصل کریں گے۔ (تفسیر الوسیط ج 3 ص 467)

قرآن پاک کی یہ آیات ہم کو کفار کے اموال مطلق حلال اور جائز ہونے کی دلیل فراہم کرتی ہیں لہذا بینک اکاؤنٹ کو ہیک کرنا بھی حلال ہے اور اس مال کو لوٹنے کی مثال بھی ایسے ہی ہے جیسے یہ مال بینک، گھر، یا کسی کمرے میں محفوظ ہو اور تم اس پر چھاپہ مارو اور اس کو نکال لو۔ اور کافروں کے مالوں پر حملہ اور چھاپہ مارنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جس طرح کہ غزوہ بدر کے دن ابو سفیان کے تجارتی قافلے کو اپنی تحویل میں لینے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے، لہذا کافروں کے اموال لوٹنا اور اس سے مسلمانوں کا اقتصاد برابر کرنا ایک مشروع، حلال اور جائز امر ہے شریعت محمدی میں اول دن سے ہی مسلمانوں کا اقتصاد کافروں کے حاصل کردہ مالوں سے بنا اور مضبوط ہوا اور قیامت تک یہ اصول نہ صرف بطور عمل بلکہ واجب العمل ہے۔

مزید دلائل نیچے ملاحظہ کیجیے۔

دوم قسم احادیث سے دلائل:

پہلی دلیل: عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
وجعل رزقي تحت ظل رمحي۔ ترجمہ: میرا رزق میرے نیزے کے سائے تلے مقرر کیا گیا ہے۔ (مسند احمد، رقم الحدیث 14109)

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مومنوں کی روزی بندوق کی نوک پر لکھی گئی ہے اور بندوق کا استعمال کفار و مرتدین کے خلاف ہوتا ہے، لہذا مسلمانوں کے لیے اُن کے اموال ہر طریقے سے مباح اور حلال ہیں، اور یہ تمام حلال کمائے گئے اموال میں سے سب سے زیادہ حلال اور بہترین مال ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: والراجح أن أحلها الكسب الذي جعل منه رزق رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو كسب الغانمين وما أبيح لهم على لسان الشارع، وهذا الكسب قد جاء في القرآن مدحه أكثر من غيره، وأثني على أهله ما لم يثن على غيرهم؛ ولهذا اختاره الله لخير خلقه، وخاتم أنبيائه ورسله۔ ترجمہ: راجح یہ ہے کہ حلال پیشوں میں سے زیادہ حلال وہ پیشہ ہے جس کو اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رزق کا ذریعہ بنایا اور وہ غنائم کے حصول کا کسب ہے اور یہ شارع کی زبان سے اُن کے لیے حلال بیان کیا گیا، اور یہ وہ پیشہ ہے کہ

قرآن میں ہر کسب سے اس کا زیادہ تعریف بیان ہوئی ہے اور اسی طرح اس کے حاصل کرنے والوں کی بھی سب سے زیادہ تعریف بیان ہوئی ہے، اور اسی وجہ سے اللہ پاک نے افضل الخلق خاتم الانبیاء والرسل کے لیئے اسے پسند کیا ہے (زاد المعاد ج 5 ص 703)

دوسری دلیل: سنت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے دوسرے سال غزوہ بدر کے لیئے نکلے، اور ان کے نکلنے کا سبب ابوسفیان کے اس قافلے کو حاصل کرنا تھا کہ جس میں قریش کے اموال تھے جسکی تقریبا ایک لاکھ درہم قیمت تھی، لہذا اس سے استدلال یہ ہے کہ کافروں کا مال مسلمانوں کے لیے جائز اور پاک صاف حلال ہے، لہذا اسی وجہ سے نبی علیہ السلام اس کو پکڑنے کی خاطر نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت کی وجہ سے قریش کے جنگ کرنے والے گروہ کے ساتھ جنگ کے لیے سامنا ہو گیا۔

اسی طرح بے شمار احادیث ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام نے جہاد کیا اور اس میں کافروں سے حاصل کردہ مال آپس میں تقسیم کیا، اور یہ بات کئی احادیث سے ثابت ہے۔

اسی طرح نبی علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ: من قتل قتيلا فله سلبه۔ ترجمہ: جس نے جو کافر قتل کیا تو اس سے حاصل کیا گیا مال قتل کرنے والے کا ہے۔ (بخاري، رقم الحديث 3142)

کیا امت میں بنو نضیر کے واقعے سے کوئی بے خبر ہے، کہ جس میں نبی علیہ السلام نے ہر گھر کو صرف ایک اونٹ کے اندازے سے مال لے جانے کی اجازت دی اور باقی سب ان سے لے لیا اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا، گھر انکے مسمار کر دیئے گئے اور اس کے بدلے ان کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو امن دیا گیا اور مدینے سے نکال دیا گیا، پھر ان میں سے بعض شام اور بعض خیبر کی طرف چلے گئے۔

اللہ پاک فرماتے ہیں: يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۔ ترجمہ: وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں کے ساتھ برباد کر رہے تھے، پس عبرت حاصل کرو اے بصیرت والو! (الحشر 2)

پھر یہود خیبر میں بھی امن سے رہ نہ سکے، وہاں پر بھی ان پر چھاپے مارے اور انکی زمینیں اور مال ان سے ضبط کر لیئے اور انہیں ذلیل اور مزدور بنایا گیا۔

اسی طرح تفسیر الطبری میں امام طبری رحمہ اللہ نے اس آیت (ومن يتق الله يجعل له مخرجا) کے شان نزول میں تین سندوں کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عوف الاشجعی رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو مشرکین نے قید میں ڈال دیا، وہ انکی قید میں تھے، ان کے والد نبی علیہ السلام کے پاس آکر اپنے بیٹے کے متعلق غم کی فریاد کرتے اور آپ کو اپنی ضرورت اور مشکلات کی شکایت کرتے، نبی علیہ السلام ان کو صبر کی تلقین فرماتے اور ان سے فرماتے کہ اللہ بے شک اس کے لیے آزادی کا راستہ نکال دے گا۔ تو اس کے کچھ وقت بعد وہ دشمن سے آزاد ہو گیا، اور جب واپس آرہا تھا تو راستے میں کفار کی بھیڑ بکریاں سامنے آگئیں، تو اس نے اپنے ساتھ روانہ کر لیں اور باپ کے پاس لے آیا جس کی وجہ سے وہ بہت مالدار ہو گئے۔ تو روایت میں آتا ہے اسکے والد آگئے اور ان بھیڑ بکریوں کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: هل تطيب لي يا رسول الله؟ قال : "نعم "ترجمہ: کیا یہ میرے لیئے حلال ہے اے اللہ کے رسول؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تفسیر الطبری (23/447)،

امام بغوی اور امام قرطبی نے لکھا ہے کہ یہ (4 ہزار) بھیڑ تھیں اور فرماتے ہیں: کہ اکثر مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس واقعے کے بارے میں نازل کی گئی ہے اور امام قرطبی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا ہے (جلد 18 / صفحہ 160)

تو دیکھیں کہ یہ کافروں کا مال ہے اور چوری شدہ ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور پھر یہ واقعہ جتنے ہی مفسرین نے ذکر کیا تو کسی بھی مفسر نے یہ نہیں کہا کہ یہ چوری کا مال تھا تو پھر کیسے حلال ہوا؟ اور نہ ہی اس واقعے کو اس وجہ سے رد کیا، کیونکہ اس پر امت مسلمہ کے فقہاء، محدثین اور سب علماء کا اتفاق ہے کہ جب کافر حربی ہو تو اس کا مال لوٹنا بھی اسکے خون بہانے کی طرح مسلمانوں کے لیے جائز ہوتا ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ولا يحرم مال كافر إلا بالذمة: یعنی کافر کا مال مسلمان پر حرام نہیں ہے مگر جب ذمی بن جائے۔ (المحلی ج 8 ص 341)

دوسرے مقام پر فرمایا: "وإذا لم تكن لهم ذمة فقتلهم وسبيهم وأموالهم حلال" ترجمہ: اور جب وہ ذمی نہ ہوں (یعنی نہ مستامن ہو، نہ ہی معاھد اور نہ ہی جزیہ دیتا ہو) تو ان کو قتل کرنا، اُن کی عورتوں

کو لونڈیاں بنانا اور مالوں کا لوٹنا حلال ہے۔(جلد 21/ص:235)

ایک اور مقام پہ فرمایا: کہ ان کو اپنے ذمے پر پابندی کی صورت میں ہی امن ہو گا۔ لیکن فرمایا: وإذا نقضوا ذمتهم فقد حلت دماؤهم و سبيهم وأموالهم بلاشك. ترجمہ: اور جب وہ ذمہ کو توڑ دیں (اللہ تعالیٰ کو، نبی علیہ السلام کو، اور یا دین اسلام کے کسی حکم یا شعیرہ کو گالی دیں، اور یا کسی مسلمان کو قتل کریں یا سزا دیں) تو پھر ان کا خون بہانا، عورتیں لونڈیاں بنانا، اور مال کو غنیمت بنانا بغیر شک کے حلال ہے ۔(جلد12/ص؛443)

لہذا ابن حزم کے قول کے موافق آج ایک صاحب عقل دیکھے کہ سب کفار اور مرتدین اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جس طرح جنگ میں شامل ہوئے ہیں گزرے دور میں اسکی مثال نہیں ملتی، مسلمان ان سے نہ مشرق میں امن میں ہیں اور نہ ہی مغرب میں، اور نہ ہی ان سے مسلمانوں کے اموال محفوظ ہیں اور نہ ہی عزتیں، انہوں نے مسلمانوں کے دین اور دنیا دونوں کو اسیر کیا ہے، لیکن پھر بھی کوئی شخص ان کے مالوں کو لوٹنے اور چوری کرنے کے جواز میں شک کرے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

اسی طرح امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: أما الحربيين في دارهم فتباح أموالهم لعدم التزامهم بأحكام الإسلام، وأموالهم مباحة لا عصمة لها، أما في دار الإسلام فهي معصومة بسبب الأمان.(الرد على سير الأوزاعي ص 96) ترجمہ: بہر حال، دارالحرب میں جو حربی کفار ہیں انکے مالوں کو لوٹنا جائز ہے اس وجہ سے کہ وہ اسلام کے احکام کی تابعداری نہیں کرتے، لہذا ان کے مال حلال ہیں اور محفوظ ہونے کا حق نہیں رکھتے۔ ہاں اگر جب دارالاسلام میں آجائیں تو امن دینے کی وجہ سے محفوظ ہوں گے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی الاشبیلی کافروں سے مال لوٹنے کے متعلق فرماتے ہیں:"قلنا إنما يجوز أخذه بوجه جائز في الشرع من غلة وسرقة، في سرية فأما إذا أعطي من نفسه الأمان ودخل دارهم فقد تعين عليه أن يفي بأن لا يخون عهدهم، ولا يتعرض لما لهم ولا شيء من أمرهم". ترجمہ: اور ہم یہ کہتے ہیں کہ کفار کا مال لوٹنا اس طریقے سے جو شریعت میں جائز ٹھہرایا گیا ہو وہ جائز ہے، جس طرح کہ دھوکے سے اور یا چوری چھپے مال لے لینا، ہاں اگر مسلمان کی اپنی طرف سے انہیں

عہد اور امان دیا گیا ہو اور ان کے علاقوں کو چلا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وفا کرے اور عہد میں خیانت نہ کرے، ان پر اور ان کے پاس جو کچھ ہے اس پر اقدام نہ کرے۔(احکام القرآن قاضی محمد بن عبداللہ الاشبیلی ابو بکر بن العربی ج1/ص, 649)

لہذا آپ یہاں بھی دیکھیں کہ یہ معتمد عالم "کفار کے اموال کو دھوکے اور چوری سے حاصل کرنے کو "شرعاً جائز ثابت کرتے ہیں اور امت میں کسی بھی معتمد عالم نے اس بات کو رد نہیں کیا اور اِس عصر کے کُتَّعُ بتع بلاعمہ کو شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور کتاب الھدایہ میں علامہ مرغینانی کافروں کی طرف سے امان دیئے گئے مسلمان کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ دارالحرب میں لوٹ مار نہ کرے البتہ قیدی کہ اس کو اپنی خوشی سے ہی کیوں نہ چھوڑ دیا جائے تو پھر بھی اس کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ ان کا خون بہائے اور ان سے مال بھگا لے۔

فرمایا:بخلاف الأسير؛ لأنه غير مستأمن، فيباح له التعرض للمال والدم، وإن أطلقوه طوعا. (الهداية ج2 ص395)

پھر اسکی شرح فتح القدیر میں ابن الھمام حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: لأنه لم يستأمن، وعتقهم لا عبرة به؛ لأنهم لم يملكوه فله أن يقتل من قدر عليه سيده أو غيره ويأخذ ماله ويملكه ملكا لا خبث فيه. ترجمہ: قیدی کو اس لیے ان کا خون بہانا اور مال لوٹنا جائز ہے کیونکہ وہ مستامن نہیں ہے، لہذا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ہر کسی کو قتل کرے اگر اس کو قدرت حاصل ہو جائے، خواہ وہ اس کا مالک ہو یا دوسرا کوئی کافر ہو، مال ان سے لے لے اور اپنی ملکیت بنالے ایسی ملکیت کہ اس میں کوئی قباحت نہیں۔(فتح القدیر جلد6 / ص17)

لہذا دیکھیں دارالحرب میں کس طرح کافروں کے خون و مال کے جائز ہونے کے فتوے دیئے گئے ہیں اور اس کی صرف مستامن مسلمان کو اجازت نہیں ہے۔ اور آج مسلمانوں میں کوئی مستامن (کافروں کی طرف سے امان دیا ہوا) نہیں اور نہ ہی کافروں سے حربیت کی صفت دور ہوئی ہے۔

اسی طرح علامہ زمخشری نے موسی علیہ السلام کی ماں کے متعلق فرمایا کہ جب وہ موسی علیہ السلام کو دودھ پلا رہی تھیں اور فرعون سے پیسے لیتی: فإن قلت: كيف حل لها أن تأخذ الأجر على إرضاع

ولدها؟ قلت: ماكانت تأخذه على أنه أجر على الرضاع، ولكنه مال حربي كانت تأخذه على وجه الإستباحة. ترجمہ: اگر کوئی کہے کہ کس دلیل سے ان کو حلال تھا کہ اپنے بچے کو دودھ پلانے پر اجرت لیں، تو میں (زمخشری) کہتا ہوں کہ یہ اس لیے کہ یہ حربی کافر کا مال تھا اور اس کو موسی علیہ السلام کی ماں اس خیال سے لیتی کہ یہ ان کے لیے جائز ہے۔ (تفسیر الزمخشری ج13 ص397)

اور اسی بات کا تذکرہ امام قرطبی رحمہ اللہ نے بھی کیا ہے، اور کوئی رد نہیں کیا، بلکہ اس کو مانا اور اس کی تائید کی ہے۔ (تفسیر القرطبی ج13 / ص258)

لہذا دیکھیں اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ ایک مسلمان حربی کافر کا مال ہر طریقے اور حربے سے لوٹ سکتا ہے، جس طرح کہ ایک مسلمان کو اسے قتل کرنا ہر طریقے سے جائز ہوتا ہے۔

جس طرح محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے کعب بن اشرف کو قتل کیا اور عبداللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ نے ابورافع کو مردار کیا، تو اسی طریقے سے ان کے مال لوٹنے کے لیئے بھی جو تدابیر اختیار کر سکتے ہیں بالکل جائز ہیں۔

اس لیئے کہ اکثر اوقات حالات کے موافق دشمن پر حملوں کی نئی نئی صورتیں درپیش ہوتی ہیں، پہلے ان کے خزانے لوٹے جاتے تھے کیونکہ وہ خزانوں کی ہی شکل میں تھے، اور آج جو مجاہد کافروں کا مال لوٹے تو وہ اکاؤنٹ اور رقم کی شکل میں ہے، اور اسکا حکم ایک ہی ہے جس طرح پہلے ابو بصیر رضی اللہ عنہ ان کے راستے میں بیٹھتے تھے اور ان کا مال لوٹ لیتے بالکل اسی طرح آج بھی ان کے اموال لوٹنا جائز ہے۔

اس لیے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وكذلك لو سرق أنفسهم أو أولادهم أو قهرهم بوجه من الوجوه؛ فإن نفوس الكفار المحاربين وأموالهم مباحة للمسلمين. ترجمہ: اسی طرح جب ایک مسلمان کفار کو یا ان کی اولادوں کو چوری کرے اور یا ان پر ہر طریقے سے قادر ہو جائے جائز ہے اس لیے کہ محارب کفار اور ان کے مال مسلمانوں کے لیے حلال ٹھہرائے گئے ہیں۔ (مجموع الفتاوی ج29 / ص225)

اسی طرح امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں: کہ ایک مسلمان دارالحرب میں اگر بطور مستامن چلا جائے اور وہاں حربی کافر سے قرض لے یا مال چوری کر لے اور یا قیدی ہو اور اس کو انہوں نے خود رہا کیا ہو اور وہاں سے نکلنے کے لیے امان دیا ہو تو وہ ان کے مال چوری کر لے تو اس مال کو واپس کرنا اس پر نہیں ہے۔ (المعاني

البديعة ج 12/ص 414 لأبي بكر جمال الدين الحثيثي الحنفي)

اسی طرح مغنی میں ابن قدامہ رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں: کہ امام ابو حنیفہ کا نظریہ ہے: کہ جو لوگ امام کے اجازت کے بغیر دار الکفر چلے جائیں اور وہاں سے کفار کے اموال لے آئیں، تو فرماتے ہیں: کہ امام ابو حنیفہ کا نظریہ ہے: لأنه اكتساب مباح من غير جهاد، فكان لهم أشبه الاحتطاب، فإن الجهاد إنما يكون بإذن الإمام، أو من طائفة لهم منعة وقوة، فأما هذا فتلصص وسرقة ومجرد اكتساب. (المغني ج9 ص305) ترجمہ: اس لیئے کہ یہ کام ایک حلال پیشہ ہے، اور یہ لکڑیوں کو اکٹھا کرنے والے کی مانند ہے، اس لیے کہ جہاد امام کی اجازت سے ہوتا ہے یا ایسے گروہ کے مشورے سے جس کے پاس قوت و طاقت ہو اور اس طرح بغیر اجازت جانا اور مال لیکر آنا تو یہ ایک چھاپہ یا چوری ہے اور یہ حلال کسب (پیشہ) ہے۔

لہذا یہاں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کافروں سے چوری کرنا ایک مباح یعنی اسے حلال پیشہ کہا گیا ہے۔

لہذا آج ایک مجاہد اگر امیر کے حکم سے کفار و مرتدین کے اکاونٹوں میں سے پیسے لوٹتا ہے اور اس سے مسلمانوں کی حکومت کی معیشت مضبوط کرتا ہے تو یہ اقتصادی حملہ اور غزوہ ہے، جو اس مجاہد نے کیا ہے، بلکہ مسلمانوں کے امیر کو چاہیئے کہ ایسے مجاہد کو اس کام کے سر انجام دینے پر خصوصی انعام و اکرام سے نوازے، کیونکہ راجح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مال فئ میں شمار ہو گا۔

اس لیے غرض یہ ہے کہ کفار کا مال حلال ہے اور کسی حیثیت کے لائق نہیں جس طرح بھی ہو اس کو لوٹنا ہمارے لیے جائز ہے، اور اسی طرح اگر کسی کافر کا کھویا ہوا مال جس کو مل جائے تو راجح قول کے مطابق وہ اسی پانے والے کا شخصی مال حساب ہو گا، اگرچہ کہ جتنا زیادہ ہو، البتہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف اس کو مال فئ کہتے ہیں۔

علامہ جمال الدین فرماتے ہیں: مسألة: عند الشافعي وأحمد إذا ند بعير من دار الحرب إلى دار الإسلام فهو لمن أخذه. وعند أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد يكون فيئا للمسلمين۔ ترجمہ: امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک جب ایک اونٹ دار الحرب سے بھاگ کر دار الاسلام میں آجائے۔ تو یہ اسی کا ہو گا جس نے پکڑ لیا. اور یہ ابو حنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ کے نزدیک مسلمانوں کے لیئے مال فئ میں حساب ہو گا۔ (المصدر السابق)

اسی طرح شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ سے کفار کے گم شدہ مال کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب ایک مسلمان کو مل جائے تو اسکے ساتھ کیا کرے؟ جواب میں انہوں نے فرمایا: والضالة التي توجد حول البلد، وهي من الكافر، فهي لمن وجدها. ترجمہ: اور گم شدہ مال جو دارالحرب کی طرف کسی کو مل جائے اور کافر کا ہو تو یہ اسی کا ہے جس کو مل جائے۔ (الدرر السنیۃ ج6/ص465)

لہذا متعدد اہل علم کے اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کفار کا مال کوئی عزت یا تحفظ کا حامل نہیں، اور جیسے ہی کسی مسلمان کے ہاتھ لگ جائے تو اس کو لینا حلال ہے۔

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ جو عورت دارالاسلام کو آ جاتی تو نبی علیہ السلام ایک حیض گزرنے یا اس کا ایک مقررہ وقت جو کہ ایک مہینہ ہوتا ہے اس کے گزرنے کے بعد اس کو کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی اجازت دیتے آخر کیوں؟ اس لیے کہ وہ کافر سے آزاد ہو گئی۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: وہ فرماتے ہیں:

وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيضَ وَتَطْهُرَ ، فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ ، فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ. ترجمہ: اور جو عورت دارالحرب سے ہجرت کر جاتی تو اس پر اس وقت تک خطبہ نہیں کیا جاتا تھا، یہاں تک کہ اسے حیض نہ آتا اور یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک نہ ہو جاتی، اور جب حیض سے پاک ہو جاتی تو پھر اس سے مسلمانوں کا نکاح جائز ہو جاتا اور اگر اس نکاح سے پہلے اس کا خاوند آتا (اور مسلمان ہو جاتا) تو پھر اس کو دے دیا جاتا. (صحیح البخاری رقم الحدیث 5286)

اسی طرح کافروں کی عورتوں کو لونڈیاں بنانا کتنے ہی دلائل سے ثابت ہے، خود نبی علیہ السلام کی دو زوجہ محترمہ کافروں سے پکڑی گئی تھیں ایک صفیہ بنت حیی اور دوسری جویریہ رضی اللہ عنہما۔

اور اسی طرح کفار سے سینکڑوں اور ہزاروں عورتیں صحابہ کرام اور تابعین نے لونڈیاں بنائیں آخر کیوں؟ اس لیئے کہ حربی کفار کی نہ جان کو تحفظ اور امان حاصل ہے اور نہ ہی اُن کے اموال اور عزتوں کو۔

لہذا اے سوال کرنے والے بھائی!

آپ اس تفصیل پہ خوب غور کریں کہ جب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفار کا خون بہانے کی اجازت ہے تو کیا ان کو قتل کرنے کے لیئے کوئی ایسا طریقہ ہے جو ممنوع ہو؟ خصوصاً عصر حاضر میں، اس

لیئے کہ عصر حاضر میں کافروں نے ہر ممکن طریقے اور کیفیت سے مسلمان قتل کر ڈالے اور ابھی بھی یہ قتل وغارت جاری ہے۔

اور اسی طرح ان کی پوری کوشش ہے کہ ہمارے مالی اور اقتصادی نظام کا راستہ روکے اس طرح حملے کئی دفعہ ہمارے اوپر کیئے، ہمارے کئی اقتصادی مراکز کو تباہ کیا اور آپ کو بھی یہ علم ہو گا کہ جہاد میں مال نفس پر مقدم ہے، سورہ التوبۃ آیت نمبر 41 میں اللہ پاک فرماتے ہیں:وجاھدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ ۔

اسی طرح سورہ التوبۃ آیت نمبر 44 میں مومنوں کی صفت کا اللہ پاک نے ذکر فرمایا: ان یجٰھدوا بامولھم وانفسھم ۔

اسی طرح سورۃ الصف آیت نمبر 11 میں اللہ پاک نے فرمایا:وتجٰھدون فی سبیل اللہ بامولکم و انفسکم۔

اور سورۃ الحجرات آیت نمبر 15 میں سچے مومنوں کے متعلق فرمایا: وجٰھَدوا باموالھم و انفسھم فی سبیل اللہ ۔

تو اس سے آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ جہاد میں مال لگانا کتنا موثر اور قیمتی ہے، اسی لیئے کفار دن ورات اس فکر اور کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہمارے اقتصادی ذرائع کو ختم کر دیں اس لیے کہ جنگ میں مال کی بہت ضرورت درپیش آتی ہے، کیونکہ جب افراد بہت زیادہ ہوں لیکن مال نہ ہو تو ان کے لیئے سواری، اسلحہ اور دیگر لازمی وسائل کیسے پورے کئے جائیں گے، لہذا مال کی وجہ سے ہی افراد حرکت کرتے ہیں اسی طرح کفار جو جنگ کر رہے ہیں تو اپنے مالوں سے ہی کر رہے ہیں،

اگر آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان کے بموں سے بچانا چاہتے ہو، ان کے قید خانوں میں مؤمنین اور مؤمنات کو اگر ان کے غلبے اور پنجوں سے آزاد کروانا چاہتے ہو، اسیر اور مغلوب دین اسلام کو آزاد کروانا چاہتے ہو تو دشمن کے اقتصاد کو لوٹنے اور گرانے کو ان کے خون بہانے پہ بھی سبقت دیدو، اور جنگ میں کامیاب حکمت عملی بھی یہی ہے کہ دشمن کے اقتصاد کو نشانہ بنایا جائے، مجاہدین کو چاہیئے کہ کوشش کریں کہ دشمن کے اقتصاد پر کاری ضرب لگائیں اور اپنا اقتصاد مضبوط کریں اس بارے میں ہمارے لیے پیارے نبی علیہ السلام کا اسوۃ حسنۃ غزوہ بدر کی صورت میں موجود ہے کہ جس میں وہ کفار کے اقتصاد کو

کمزور اور اپنے اقتصاد کو قوی کرنا چاہتے تھے، جیسا کہ یہ معلوم بات ہے۔

اور اگر آج آپ بھی ان کے بینکوں یا دیگر اکاؤنٹوں سے پیسے اپنے لیے منتقل کرتے ہیں تو یہ عالم کفر پر ایک اقتصادی حملہ، کاری ضرب اور بہترین جہاد ہے، جو آپ نے کیا، اور اس میں آپ نے ایسا عملی کردار ادا کیا کہ جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے میدان کی طرف نکلے تھے، اس لیئے کہ آج زمین پر تمام کفار اور مرتدین، حربی کفار ہیں، اور ان کو امن حاصل نہیں، نہ یہ معاہدین ہیں اور نہ ہی ذمی ہیں، بلکہ سب سخت ترین اور بے رحم محاربین ہیں اور واجب القتل، اور حلال الدم والمال ہیں۔ لہذا جتنی استطاعت اور قدرت ہو ان کو نقصان پہنچاؤ، خواہ وہ بدنی ہو یا مالی، اور اس مبارک جہاد کے ذریعے آسمانوں کے رب اور آسمانوں میں رہنے والوں کے معبود اور خالق کو خود سے راضی کرو اور اس کا قرب حاصل کرو۔ کیونکہ موجودہ کفار کی اسلام دشمنی سب ثبوتوں کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کفار کو قتل کرنے، اور ان کے مالوں کو لوٹنے اور ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانے اور مسلمانوں کے ساتھ عہد اور امان سے نکلنے کے اسباب بیان کیئے ہیں، فرماتے ہیں: بأن أجمع على قتال المسلمين، أو يزني بمسلمة، أو يسبها باسم نكاح، أو يفتن مسلما عن دينه، أو يقطع عليه الطريق، أو يأوي جاسوسا للمشركين، أو يعين على المسلمين بدلالة، أو يكاتب المشركين بأخبار المسلمين، أو يقتل مسلما أو مسلمة عمدا، فهذه الثمانية توجب نقض الذمة، وإحلال المال والدم بوجود واحد منها، شرط أو لم يشرط، وهو إحدى الروايتين عن الإمام أحمد، رحمه الله تعالى. ترجمہ: اور جب وہ (کفار) مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لیے جمع ہو جائیں، اور یا کسی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کریں، یا اس کو وطی کے نام پر گالی دیں، یا کسی مسلمان کو دین کی وجہ سے اذیت پہنچائیں، یا راستوں کو بند کریں، یا مشرکین کے جواسیس کو جگہ یا راستہ دیں، یا مسلمانوں کے خلاف دوسرے غیر معاہدین کفار کی مدد کریں، یا مشرکین کو مسلمانوں کے رازوں کی معلومات دیں، یا کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو عمدا قتل کر دیں تو یہ آٹھ وہ اسباب ہیں جو ذمی کفار کے عہد کو ختم کرتے ہیں اور اگر ان تمام اسباب میں سے ایک بھی سبب موجود ہو تو اس کی وجہ سے وہ حلال الدم والمال بن جائیں گے، اور یہ بات برابر ہے کہ ذمی بناتے وقت یہ شرط ان پر مقرر کی گئی ہو یا نہ کی ہو۔ اور یہ ایک روایت احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ (الدرر السنیۃ، ج7/ ص458)

سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لاإله إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك ۔ و صل اللهم وسلم وبارك على نبيك ورسولك محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

25 محرم 1447ھ ق

اردو ترجمہ

25 صفر 1447ھ ق